بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۲ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ — عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

خطبہ نمبر ۲۱

یوم چہارشنبہ

جلد ۳۲ | ۳۱ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش | ۸ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ | ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۲۶

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ ماہ ہجرت۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق صبح دس بجے کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو سر درد نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد اور نزلہ کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور خود حضرت نواب صاحب کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کی جائے۔

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش مطابق ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:—

دین کیلئے زندگی وقف کرنیوالے وقف کی حقیقت سمجھیں

آج میں ایک ایسے امر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ جو

بعض اہم مضامین

پر مشتمل تھا۔ اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کا جماعت کے مختلف حصوں تک پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن چونکہ لاؤڈ سپیکر کی حالت ٹھیک نہیں۔ پہلے تو بند ہی تھا۔ اب کہتے ہیں کبھی بند ہو جاتا ہے اور کبھی کھل جاتا ہے۔ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے کیونکہ میں اُس مضمون کو ایسی حالت میں بیان کرنا نہیں چاہتا۔ کہ اس کا سب تک پہنچنا خطرہ میں ہو۔ اس لئے میں آج اختصاراً

ایک دو اور باتوں کیطرف

جماعت کو توجہ دلا دیتا ہوں۔ جن کی طرف پہلے بھی توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن پھر بھی ہر امر ایک دفعہ بیان کرنے سے ہی ذہن نشین نہیں ہو جاتا۔ بلکہ بعض امور کے متعلق متواتر اور بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض امور تو صدیوں تک بیان کرنے کے باوجود پھر بھی پورے طور پر ذہن نشین نہیں ہو سکتے۔ سب سے پہلی بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے

زندگیاں وقف

کی ہیں۔ اُن میں سے بعض کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ وہ پچیس مئی تک انٹرویو کے لئے قادیان پہنچ جائیں۔ تاکہ ان کے متعلق یہ فیصلہ کیا جا سکے۔ کہ سلسلہ ان کا وقف قبول کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں اور یا سلسلہ انہیں کس کام پر مقرر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں بعض لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔

وقت پر حاضر نہیں ہوئے

میں تحقیقات کروں گا۔ کہ اُن کے وقت پر حاضر نہ ہونے کی ذمہ داری تحریک جدید کے دفتر پر ہے۔ یا اُن پر ہے۔ اگر تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہوا۔ کہ اس کی ذمہ دفتر تحریک جدید پر ہے۔ اور اس نے میرے کہنے کے باوجود ان لوگوں کو اطلاع نہیں دی تو اس صورت میں اس کی

سرزنش اور پرسش

کا مستحق دفتر تحریک جدید ہو گا۔ لیکن اگر یہ ثابت ہوا۔ کہ ان لوگوں کو اطلاع تو مل گئی تھی۔ مگر باوجود اطلاع مل جانے کے وہ نہیں آئے۔ اور کم سے کم انہوں نے یہ اطلاع بھی نہیں دی۔ کہ ہم وقت پر فلاں مجبوریوں کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے۔ تو ایسے احمدی جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔ انہیں یاد رہنا چاہیئے۔ کہ اب ان کو انٹرویو کے لئے نہیں بلایا جائے گا۔ بلکہ ان کو اس لئے بلایا جائے گا۔ کہ کیوں نہ ان کو اس

جرم کی بناء پر سلسلہ سے خارج

کر دیا جائے؟

میں بارہا بتا چکا ہوں۔ کہ وقف جہاد کا ایک حصہ ہے۔ ہر وہ شخص جو وقف کو کھیل سمجھتا ہے۔ وہ

اپنی بے ایمانی پر مُہر

لگاتا ہے۔ وہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس کو درحقیقت سلسلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ وہ ایک کھیل اور تماشہ سمجھ کر اس جماعت میں داخل ہوا تھا۔ قرآن کریم میں نہایت وضاحت سے فرمایا گیا ہے۔ کہ جہاد میں حصہ لینے والے شخص کے لئے جہاد میں مر جانا یا فتح حاصل کر کے واپس لوٹنا یہ دو ہی چیزیں ہیں۔ اگر کوئی شخص موقعہ سے پیچھے ہٹتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ دوزخ کے سوا اُس کا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

آج اسلام

ایسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ جس کا اندازہ لگانا بھی انسانی قیاس اور واہمہ سے باہر ہے۔ آج دنیا میں ہر شخص کے لئے ٹھکانہ ہے۔ لیکن اگر ٹھکانہ نہیں۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دین کے لئے۔ جیسے حضرت مسیح ناصری نے کہا تھا۔ کہ پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں۔ اور درندوں کے لئے غاریں۔ لیکن ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی بھی جگہ نہیں۔ یہی حال آج اسلام کا نظر آ رہا ہے۔ آج دنیا میں ہر قوم کے لئے ٹھکانہ ہے۔ لیکن اسلام کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اگر

ہندوستان میں مسلمان

ہیں۔ تو وہ ہندوؤں اور انگریزوں کے رحم پر ہیں۔ اگر ہندوستان سے باہر مسلمان ہیں تو وہ کلی طور پر

عیسائیوں کے رحم پر

ہیں۔ مصر ہے تو وہ بھی انگریزوں کے رحم پر ہے پہلے اس میں فرانسیسی بھی شامل تھے۔ مگر اب وہ انگریزوں کے رحم پر ہی ہے۔ ٹرکی ہے تو وہ بھی انگریزوں اور روسیوں کے رحم پر ہے۔ ایران ہے تو وہ بھی انگریزوں اور روسیوں کے رحم پر ہے۔ افغانستان ہے۔ تو وہ بھی انگریزوں اور روسیوں کے رحم پر ہے۔ کوئی احمق اور جاہل اور کودن شخص ہی یہ سمجھ سکتا ہے۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

کہ ان حکومتوں کو کوئی طاقت حاصل ہے اس قسم کے پاگل لوگ ہی تھے۔ جو آج سے پچاس سال پہلے یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ٹرکی کا بادشاہ جب باہر نکلتا ہے۔ تو

یورپ کے بارہ بادشاہ

اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر چلتے ہیں۔ اسی طرح کوئی پاگل اور احمق ہی ٹرکی اور ایران اور مصر اور عرب اور افغانستان کی حکومتوں کے متعلق یہ خیال کرسکتا ہے۔ کہ ان کو

یوروپین حکومتوں کے مقابلہ میں کوئی طاقت

حاصل ہے۔ ان کے پاس اگر حکومت ہے تو محض اس لئے کہ دنیا کے پردہ پر چند بڑی بڑی کھیل کرنے والی حکومتیں یہ سمجھتی ہیں۔ کہ بظاہر ان ملکوں کا آزاد رہنا ہمارے لئے مفید ہے۔ جس طرح بلی چوہے سے کھیلتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ ان ملکوں سے کھیل رہے ہیں۔ پس بے شک ان کو آزادی حاصل ہے۔ مگر یہ آزادی اس ترحم کی وجہ سے ہے۔ یا ان اغراض فاسدہ کی وجہ سے ہے۔ جو یورپین لوگوں کو انہیں آزاد رکھنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ ورنہ دیکھ لو وہی ایران جس کے متعلق یہ کہتے تھے۔

ایران

ہمارا دوست۔ ایران ہمارا بھائی ہے ایران ہمارا برادر ہے۔ اسی دوست اسی بھائی اور اسی برادر کے متعلق جس دن انہیں معلوم ہوا کہ وہ جرمنوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے اسی دن انہوں نے اس کے بادشاہ کو پکڑ کر ملک سے باہر نکال دیا۔ اور خود اس پر قبضہ کر لیا۔ گویا وہی جسے وہ "ہمارا دوست" اور ہمارا بھائی کہہ کہہ کر پکارتے تھے۔ چند دنوں کے اندر اندر انکا چپڑاسی اور انکا غلام اور انکا قیدی بن گیا۔ بھلا ایسا ملک کوئی دوسری طاقت انگریزوں سے امریکہ والوں سے یا روس والوں سے لے سکتی تھی۔ اب تو روس اپنی مرضی سے انگریزوں کے ساتھ ہے۔ لیکن اگر وہ انگریزوں کے ساتھ نہ ہوتا۔ بلکہ جرمنوں کی تائید میں ہوتا تو کیا انگریز اور امریکن روس سے کہہ سکتے تھے۔ کہ اگر تم جرمنوں کو اپنے ملک سے نہیں [illegible] نکالو گے تو ہم تمہارے ملک پر جنگی ضرورت کے لئے قبضہ کر لیں گے۔ وہ ایسا کبھی نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ روس ایک طاقت ہے۔ اور ایران کے متعلق وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ کوئی طاقت نہیں۔ وہ

ایک مسکین اور غریب ملک ہے

جدھر اس کی ناک موڑو وہ مڑ جائے گا۔ بیشک چاہیں وہ اس ملک کو آزاد کہہ دیں۔ چاہے اسے اپنا بھائی کہہ دیں۔ چاہے اسے اپنا برادر قرار دیں۔ چاہے اس کی حکومت کو اپنے بھائی کی حکومت قرار دیں۔ پھر بھی اس کے معنے یہی ہوں گے۔ وہ ہمارا غلام ہے وہ ہمارا چپڑاسی ہے۔ وہ ہمارا قیدی ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ اگر وہ یہ بھی کہیں کہ شہنشاہ ایران

ہمارا سر تاج

ہے۔ تو بھی اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ اس غلام کو ہم اتنے دن ظاہر میں آزاد رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے زیادہ اس کے کوئی معنے نہیں۔

غرض دنیا میں اسلام سے بڑھ کر اور کوئی بے کس نہیں۔ بے شک

مسلمان تعداد کے لحاظ سے

کافی ہیں۔ مگر وہ تعداد ایسی ہے۔ جو مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی ہے۔ اور اس انتشار کی وجہ سے مسلمانوں سے بہت زیادہ ہندوؤں کو طاقت حاصل ہے۔ کیونکہ ہندو جتنے بھی ہیں سب ایک ملک میں ہیں سب ایک جگہ اکٹھے ہیں۔ ایک ہی ملک میں وہ تیس کروڑ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ مگر

چالیس کروڑ مسلمان

وہ ہیں جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک جگہ پر تیس کروڑ آدمیوں کو جو طاقت حاصل ہوسکتی ہے۔ وہ ان چالیس کروڑ آدمیوں کو حاصل نہیں ہوسکتی جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں۔ اگر ایک خاندان کے دس آدمی شہر کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہوں۔ تو چور یقیناً ان کے گھر پر حملہ کرسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ دس آدمی اپنے گھر میں اکٹھے ہوں۔ تو چور ان کے گھر پر حملہ کرنے سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ شائد یہ دس آدمی لٹھ لے کر کھڑے ہو جائیں۔ اور میرا سر پھوڑ دیں۔ پس گو بظاہر مسلمان بظاہر کروڑوں نظر آتے ہیں مگر ان کی پوزیشن اور ان کا مقام ایسا ہے۔ جس نے انہیں

مسلمانوں سے زیادہ طاقتور

بنایا ہوا ہے۔ ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ

اسلام کو ایک نئی زندگی اور نئی حیات

بخشنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پس چاہے اس کو کوئی شکل دے دو۔ چاہے اس کا کوئی نام رکھ لو۔ بہرحال یہ ایک جہاد ہے جو اسلام کے احیاء کے لئے جاری ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ اس جہاد میں شامل ہو۔ اگر کسی وقت نظام سلسلہ کی طرف سے کسی شخص کو اس جہاد میں شامل ہونے کے لئے نہیں بلایا جاتا۔ تو وہ گنہگار نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کو بلایا جاتا ہے۔ اور بلایا بھی ایسی صورت میں جاتا ہے۔ جب وہ طوعی طور پر اپنا نام پیش کر چکا ہوتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں وقت حاضر ہو جاؤ۔ تو اس کے بعد اگر وہ مقررہ وقت پر پہونچنے میں

ایک منٹ کی بھی دیر

کر دیتا ہے۔ تو وہ باغی ہے۔ اور وہ اس قابل ہے۔ کہ اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ اسی وقت وقف زندگی کے عہد میں ان کی پختگی سمجھی جاسکتی تھی۔ جب فرض کرو قادیان ایک پہاڑی مقام پر ہوتا۔ اور اس کے چاروں طرف برف جمی ہوئی ہوتی جس پر چلنا مشکل ہوتا۔ مگر پھر بھی مرکز کیطرف سے اعلان ہونے پر اپنی زندگی وقف کرنیوالے

پیٹوں کے بل گھسٹتے ہوئے

اور اپنے ناخن زمین میں گاڑتے ہوئے یہاں تک پہنچ جاتے۔ تب بے شک ان کو مومن سمجھا جاسکتا تھا۔ تب بے شک کہا جاسکتا تھا۔ کہ انہوں نے اپنے عہد کو پورا کر دیا۔ مگر موجودہ صورت تو ایسی ہے۔ جو کسی حالت میں بھی

قابل عفو نہیں

دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ جب مہدی آئے گا۔ اس وقت اگر تمہیں گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی برف پر اس کے پاس جانا پڑے۔ تو جاؤ۔ اور اس کی آواز پر لبیک کہو۔ اس حدیث کے معنے درحقیقت یہی ہیں۔ کہ جب تمہارے کانوں میں مہدی کی طرف سے آواز آئے۔ تو تم اس جوش کے ساتھ اس آواز پر لبیک کہو۔ اور اس طرح پروانہ وار اس کی طرف بھاگو۔ کہ رستہ ہونے یا نہ ہونے کا کوئی سوال ہی تمہارے سامنے نہ ہو جب وہ دعوے کرے۔ اس وقت تمہیں راستہ ملے یا نہ ملے۔ تمہیں گھٹنوں کے بل چلنا پڑے یا پیٹ کے بل۔ تم اس کے پاس پہنچو۔ بلکہ اگر تمہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ تو تم اس بات کی پرواہ نہ کرو۔ اگر تمہیں پھسلنا پڑتا ہے۔ تو اپنے پھسلنے کی پرواہ نہ کرو۔ اور جلد سے جلد اس کے پاس پہنچ جاؤ۔

میں

دفتر تحریک جدید کو ہدائت

کرتا ہوں۔ کہ وہ فوراً ایسے لوگوں کے نام میرے سامنے پیش کرے۔ اور پھر اپنے ڈاک کے رجسٹروں سے یہ ثابت کرے۔ کہ اس نے ان سب کے نام چٹھیاں بھجوا دی تھیں اس کے بعد وہ مجھ سے ایک تاریخ مقرر کروا کر

"الفضل" میں اعلان

شائع کرا دے۔ کہ یہ لوگ فلاں تاریخ کو میرے سامنے ایک مجرم کی حیثیت میں پیش ہوں۔ اور جواب دیں۔ کہ کیوں نہ ان کو اس جرم کی وجہ سے جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ میں اس موقعہ پر ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کی ہوئی ہیں۔ ایک بار پھر یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ دیکھو

زندگی وقف کرنے کا مطلب

یہ ہوتا ہے۔ کہ تم نے اپنی جان دین کے لئے دیدی۔ میں نے متواتر سمجھایا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے۔ تو اس کے بعد اس کا کوئی باپ نہیں ہوتا سوائے سلسلہ کے۔ کوئی ماں نہیں ہوتی سوائے سلسلہ کے۔ کوئی بہن نہیں ہوتی سوائے سلسلہ کے۔ کوئی بھائی نہیں ہوتا سوائے سلسلہ کے۔ کوئی بیوی نہیں ہوتی سوائے سلسلہ کے۔ کوئی بچے نہیں ہوتے سوائے سلسلہ کے۔ اس وقف کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ دنیا سے کٹ گیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں ابھی تک بار بار

مائیں اس قسم کے رقعے لکھتی رہتی ہیں کہ ہمارے بچوں کا خیال رکھا جائے۔ باپ رقعے لکھتے رہتے ہیں۔ کہ ہمارے بیٹوں کا خیال رکھا جائے۔ بلکہ ابھی ایک واقف زندگی کے باپ نے مجھے لکھا۔ کہ میرے بیٹے نے چونکہ فلاں وقت اپنی زندگی وقف کی تھی۔ اس لئے اسے فلاں جگہ رکھا جائے۔ وہ اپنے آپ کو باپ سمجھتا ہوگا۔ مگر ہم تو اسے اس لڑکے کا باپ سمجھتے ہی نہیں۔ جس دن اس نے اپنے بیٹے کو دین کے لئے وقف کر دیا۔ اس کے بعد اس کا کوئی حق نہیں رہا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کے متعلق ہم سے کوئی بات کہے

اگر کوئی باپ

ایسا رقعہ بھیجتا ہے۔ تو ہم اسے پھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ اور پروا بھی نہیں کرتے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ لڑکا اگر کچھ کہنا چاہتا ہے۔ تو بے شک کہے۔ اگر لڑکا کوئی ایسی بات کہے گا جو اس کے حقوق سے تعلق رکھتی ہوگی۔ اور ہم سمجھیں گے۔ کہ وہ چیز اس کے وقف میں روک نہیں تو اس کا مطالبہ پورا کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ ایسی بات کہے گا۔ جو اس کے وقف کے خلاف ہوگی۔ تو اسے مجرم سمجھا جائے گا۔ بہرحال کسی واقف زندگی کے باپ یا ماں یا بھائی یا بہن یا بیوی یا بچے کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ وقف کے متعلق ہم سے کوئی بات کرے۔ اگر کوئی ایسا رقعہ لکھے گا۔ تو ہم اسے پھاڑ دینگے اور اگر وہ کوئی بات کرے گا۔ تو ہم اس سننے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی باپ اپنے بچے کی شادی کے متعلق کوئی بات کہنا چاہتا ہے۔ تو گو اس صورت میں بھی

سلسلہ ہی اس کا باپ ہے اور سلسلہ ہی اس کی ماں

مگر چونکہ جسمانی رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ اس لئے ایسے امور جو وقف سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان کے متعلق ہم ان کی بات سن بھی سکتے ہیں۔ مثلاً وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ لڑکا جوان ہے۔ اس کی شادی کا انتظام کیا جائے۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی بات کہیگا جو وقف سے تعلق رکھتی ہوگی۔ مثلاً وہ یہ لکھے گا۔ کہ اسے فلاں جگہ مقرر کیا جائے۔ یا اس کی تعلیم کے متعلق کوئی بات لکھیگا۔ یا اس کے کام کے متعلق کوئی بات لکھے گا۔ یا جس ملک میں تبلیغ کے لئے اسے بھجوانے کا ارادہ ہو اس کے متعلق وہ کوئی بات لکھیگا۔ یا اس کے گزارہ کے متعلق کوئی بات کہے گا۔ تو ہمارا

ایک ہی جواب

ہوگا۔ کہ ہم اس کے رقعہ کو پھاڑ کر پھینک دیں گے۔ چاہے اس کے نزدیک اس رقعہ میں کتنی ہی اہم باتیں کیوں نہ لکھی ہوں۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہی نہیں۔ کہ ان معاملات میں وہ باپ رہ گیا ہے۔ یا ماں رہ گئی ہے یا بھائی رہ گیا ہے۔ یا بہن رہ گئی ہے۔ ان کا باپ بھی سلسلہ ہے۔ ان کی ماں بھی سلسلہ ہے۔ ان کی بہن بھی سلسلہ ہے۔ اور ان کا بھائی بھی سلسلہ ہے۔ بلکہ اگر ان کے لڑکے کو یہ پتہ لگ جائے کہ میری ماں یا میرا باپ میرے کام کے متعلق یا ان ذمہ داریوں کے متعلق جو تحریک جدید کی طرف سے مجھ پر عائد کی گئی ہیں۔ کوئی رقعہ لکھنے والے ہیں تو ایسی صورت میں اگر وہ لڑکا

اپنے باپ یا اپنی ماں پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔ تو ہم اس کے متعلق بھی یہی سمجھیں گے کہ وہ اپنے وقف میں ثابت قدم نہیں۔ اسے صاف طور پر کہہ دینا چاہیئے۔ کہ تم میرے ماں باپ نہیں ہو۔ جب تم نے مجھے وقف کر دیا جب تم نے مجھے سلسلہ کے سپرد کر دیا تو اب صرف میری تعظیم کا سوال رہ سکتا ہے۔ ورنہ جہاں تک کام کا تعلق ہے جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے۔ جہاں تک تقرر کا تعلق ہے۔ میرا باپ بھی سلسلہ ہے۔ میری ماں بھی سلسلہ ہے۔ میری بہن بھی سلسلہ ہے۔ اور میرا بھائی بھی سلسلہ ہے۔

حضرت مسیح ناصری نے

کیا ہی عمدہ اور لطیف بات

کہی۔ ایک دفعہ ان کی ماں اور ان کے بھائی ان سے ملنے کے لئے آئے۔ مگر چونکہ وہ اس وقت سلسلہ کا کام کر رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ میرا باپ کون ہے۔ میں نہیں جانتا میری ماں کون ہے۔ میں نہیں جانتا میرا بھائی کون ہے۔ اور پھر اپنے حواریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ہیں میرے باپ۔ یہ ہیں میرے بھائی اور یہ ہے میری ماں۔ یہ وہ ایمان ہے جس کا حضرت مسیح ناصری نے اظہار کیا۔ اور یہی وہ ایمان ہے جس کے بعد انسان سچی قربانی کر سکتا ہے۔ جب ہم اس چیز کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ہمارے لئے پہلی دفعہ

قربانی کا راستہ

کھلنا شروع ہوتا ہے۔ اور پھر جوں جوں ہم اخلاص دکھلاتے ہیں۔ یہ راستہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو ایک بار پھر ہوشیار کر دیتا ہوں۔ کہ وہ

وقف کی حقیقت

سمجھیں۔ ممکن ہے وہ کہدیں کہ ایسی باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ لوگ قربانی کے لئے آگے نہیں آئیں گے۔ مگر میں کہتا ہوں وہ لوگ جو اپنی ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتے۔ وہ لوگ جو وقف کی حقیقت سے غافل ہیں۔ وہ لوگ جو نام پیش کرتے وقت تو سب سے آگے آجاتے ہیں۔ مگر جب قربانیوں کے لئے بلایا جاتا ہے۔ تو ان کا قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی مجھے قطعاً ضرورت نہیں۔ وہ

ایک شکست خوردہ اور ہاری ہوئی قوم

ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر جماعت میں ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنے نام پیش کرنے کے لئے تو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر سلسلہ ان سے کام لیتا ہے۔ یا سلسلہ ان کو ڈانٹتا ہے۔ تو وہ اپنے قدم پیچھے ہٹا لیتے ہیں۔ تو میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں۔

تمہیں سات سلام

تم مردہ ہو۔ تم کسی کام کے اہل نہیں۔ تم اپنے گھروں میں بیٹھو میں اپنے گھر میں خوش ہوں۔ وہی جماعتیں دنیا میں کام کر سکتی ہیں۔ جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتی ہیں۔ اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی وجہ سے وہ جان دینے کے لئے بھی تیار رہتی ہیں۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ

فرانس کا ایک مشہور واقعہ

ہے نہ معلوم وہ تاریخی واقعہ ہے یا کہانی بہرحال ایک مؤرخ جو کہانیوں کے رنگ میں بات بیان کرنے کا عادی ہے۔ اس نے لکھا ہے۔ کہ فرانس کے بوربن خاندان کے خلاف جب بغاوت ہوئی۔ اور لوگوں نے اس خاندان کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ تو وہ خاندان فرانس سے نکل کر انگلستان چلا آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہت کے مدعی نے انگلستان سے ایک مختصر سا دستہ فرانس بھجوایا۔ تاکہ وہ دوبارہ بغاوت پیدا کر کے اس کی بادشاہت کے لئے راستہ تیار کرے۔ جس جہاز میں یہ جماعت سوار تھی۔ اسی جہاز میں ایک اور شخص بھی سوار تھا۔ مگر سپاہیوں کو کچھ پتہ نہیں تھا۔ کہ وہ کون ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ کوئی مسافر ہے۔ جو اسی جہاز سے سفر کر رہا ہے۔ یا کوئی اور گمنام شخص ہے۔ انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا۔ کہ اس شخص کا کیا عہدہ ہے یا کیا کام کرتا ہے۔ ایک دن ایک سپاہی جو پہرے پر مقرر تھا۔ اس کی غفلت کی وجہ سے

ایک توپ کا ہک

کھل گیا۔ جہاز میں جب توپیں رکھی جاتی ہیں۔ تو انہیں باندھ کر رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ توپیں بڑی بڑی وزنی ہوتی ہیں۔ اگر انہیں باندھا نہ جائے تو جہاز کے چلتے وقت وہ لڑھکنے لگ جائیں۔ اور جہاز چونکہ لکڑی کا ہوتا ہے۔ اس لئے خطرہ ہوتا ہے کہ ٹوٹ کر ڈوب جائے۔ اسی وجہ سے جہاز میں بڑے بڑے ہک لگے ہوتے ہیں۔ جن سے توپوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔ ایک دن اتفاقاً سپاہی سے کوئی بے احتیاطی ہوئی اور ہک سے وہ رسہ نکل گیا جس سے توپ بندھی ہوئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تختہ جہاز پر

توپ ادھر ادھر لڑھکنے لگی

توپ چونکہ سو سو بلکہ بعض دفعہ دو دو سو من کی ہوتی ہے۔ اس لئے جب وہ دائیں طرف لڑھکتی تو جہاز دائیں طرف جھک جاتا۔ اور جب بائیں طرف لڑھکتی۔ تو جہاز بائیں طرف جھک جاتا۔ سمندر کی لہروں کی وجہ سے جہاز پہلے ہی خطرے کی حالت میں تھا۔ اب توپ کے کھل جانے کی وجہ سے یہ خطرہ اور بھی بڑھ گیا۔ اور یہ سمجھ لیا گیا۔ کہ جہاز ٹوٹ کر غرق ہو جائے گا۔ لوگوں میں سخت گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے لحاف اور توشکیں اور کمبل وغیرہ

لڑھکتے کر کے توپ کے آگے پھینکنے شروع کر دیئے۔ تاکہ اس کا راستہ رک جائے اور وہ حرکت نہ کرسکے۔ مگر توپ کا لڑھکنا نہ رکا۔ اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس امر کا یقین ہوتا چلا گیا۔ کہ اب جہاز ضرور ڈوب جائے گا۔ جب بالکل مایوسی کی حالت پیدا ہو گئی۔ تو وہی سپاہی جس سے یہ غفلت ہوئی تھی کود کر اس تختے پر چلا گیا۔ جہاں توپ کا ہک تھا۔ اور جہاں اس کو باندھا جاتا تھا۔ جب لڑھکتے لڑھکتے توپ اس مقام پر پہنچی تو لوگوں نے یہ یقین کر لیا۔ کہ اب یہ شخص اس توپ کے نیچے پس جائے گا۔ مگر وہ نڈر ہو کر کھڑا رہا۔ جب توپ ہک کے پاس پہنچی۔ تو اس نے دوڑ کر اس کا رسہ ہک میں ڈال دیا۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ

رسہ ہک میں پھنس گیا

اور توپ باندھی گئی۔ اب ایسا سو میں سے ایک دفعہ بلکہ ہزار میں سے ایک دفعہ ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ نو سو ننانوے دفعہ ایسے حالات کے پیدا ہونے پر یہی یقین ہوتا ہے۔ کہ جہاز ٹوٹ جائیگا۔ اور سب لوگ غرق ہو جائیں گے۔ لوگ بھی اس وقت یہی سمجھتے تھے۔ کہ اس شخص کے جسم پر سے توپ گذر جائیگی۔ اور یہ اس کے نیچے پس جائے گا۔ کیونکہ ایک سیکنڈ میں لڑھکنے والی توپ کو ہک کے ساتھ باندھنا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ لوگ یہی سمجھتے تھے۔ کہ وہ مر جائے گا۔ وہ خود بھی یہی سمجھتا تھا۔ کہ میں مر جاؤنگا۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ بچ گیا۔ اور اس نے اپنی ملک کی فوج کو بھی بچا لیا۔ گویا وہ اتفاق جو ہزار میں سے ایک دفعہ ہی ہو سکتا تھا اس وقت پیدا ہو گیا۔ اور خطرہ جاتا رہا۔ جب توپ باندھی گئی۔ تو وہی شخص جسے سپاہیوں نے مسافر سمجھا تھا کھڑا ہوا اور اس نے بتایا کہ میں فلاں افسر ہوں۔ پھر اس نے سب سپاہیوں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا جس شخص سے یہ غلطی ہوئی تھی اسے سامنے لاؤ۔ جب اسے سامنے لایا گیا۔ تو اس نے

فرانس کا سب سے بڑا بہادری کا تمغہ

اس کے سینہ پر لگایا۔ اور کہا۔ لو میں یہ تمغہ تمہیں بادشاہ کی طرف سے سب سے بڑی بہادری دکھانے پر دے رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بارہ سپاہی مقرر کئے۔ کہ اس شخص کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے باڑ مار دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے

باڑ ماردی

جب وہ افسر ساحل فرانس پر اترا۔ اور کشتی میں سوار ہوا۔ تو اتفاقاً اس کشتی پر جو ملاح مقرر تھا وہ اس سپاہی کا بھائی تھا۔ جسے اس نے گولی سے اڑا دیا تھا۔ جب کشتی ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس ملاح نے موقعہ پا کر افسر سے کہا۔ آپ کو معلوم ہے میں کون ہوں۔ وہ کہنے لگا مجھے تو پتہ نہیں۔ ملاح کہنے لگا میں اس شخص کا بھائی ہوں۔ جسے آپ نے گولی مارنے کا حکم دیا تھا۔ اور چونکہ آپ نے میرے بھائی کو مروا دیا ہے اس لئے میں نے اسی وقت نیت کر لی تھی۔ کہ میں آپ سے

اپنے بھائی کا انتقام

لونگا۔ اور میں اسی موقعہ کی تاڑ میں تھا۔ اس وقت سمندر میں طوفان زیادہ تھا۔ مگر آپ کا حکم تھا۔ کہ مجھے جلدی سے ساحل پر پہنچایا جائے۔ میں نے اپنے آپ کو اسی نیت سے پیش کیا تھا۔ کہ مجھے موقعہ مل گیا۔ تو میں راستہ میں اپنے بھائی کا بدلہ لے لوں گا۔ اب آپ قتل ہونے کے لئے تیار رہیئے۔ آپ نے میرے بھائی کو ہلاک کر کے مجھے اتنا صدمہ پہنچایا ہے۔ کہ اب سوائے اس کے میرے پاس کوئی صورت نہیں۔ کہ میں اس کشتی کو غرق کر دوں۔ اور خود بھی مر جاؤں۔ اور آپ کو بھی مار ڈالوں۔ وہ افسر اس سے کہنے لگا۔ تمہیں پتہ ہے ہم نے تمہارے بھائی کو کیوں مروایا۔ وہ کہنے لگا مجھے پتہ ہے۔ مگر اس نے اپنے

جرم کا ازالہ

بھی تو کر دیا تھا۔ افسر کہنے لگا اس نے ازالہ تو کیا مگر کیا یہ ازالہ اس کے اختیار میں تھا۔ کیا ہزار میں سے نو سو ننانوے دفعہ یہ امکان نہیں تھا۔ کہ جہاز ڈوب جاتا۔ اور فوج تباہ ہو جاتی۔ اگر نو سو ننانوے دفعہ یہ امکان تھا۔ تو اس کا ایک دفعہ اس میں کامیاب ہو جانا صرف اتفاق کہلائے گا۔ اور یہی کہنا پڑے گا۔ کہ اس نے نو سو ننانوے دفعہ اپنے ملک کو تباہ کر دیا۔ صرف ایک دفعہ اس نے اپنے ملک کو بچایا۔ مگر وہ بھی ایک

اتفاقی امر

تھا اس کے اختیار کی بات نہیں تھی۔ بہر حال اس کا یہ فعل ایسا تھا۔ جس کی وجہ سے نو سو ننانوے دفعہ ناکامیاں پیش آ سکتی تھیں۔ صرف ایک دفعہ کامیابی حاصل ہوئی اور وہ بھی اتفاقی طور پر۔ پس چونکہ اس نے نو سو ننانوے دفعہ فرانس کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ اور صرف ایک دفعہ حسن اتفاق سے اپنی جان کو ہلاکت کے خطرہ میں ڈال کر اپنے ملک کو بچایا۔ اس لئے میں نے ایک طرف تو تمہارے بھائی کو اس کے اچھے کام کی وجہ سے فرانس کا

سب سے بڑا بہادری کا انعام

دے دیا۔ اور دوسری طرف نو سو ننانوے دفعہ اس نے اپنے ملک کو جس خطرے میں ڈالا تھا۔ اس کی پاداش میں اسے گولی سے اڑا دیا۔ اگر تمہارا دل فرانس کی محبت سے خالی ہے۔ تو میری جان کا کیا ہے میں نے تو دشمن کے ہاتھ سے بھی مرنا ہی ہے۔ اگر تم مجھے یہیں مار دو گے۔ تو اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم مجھے مار دو گے۔ تو تم مجھے نہیں مارو گے۔ بلکہ فرانس کو مارو گے۔ جب افسر نے یہ بات کہی اس کے بھائی کی رائے بالکل بدل گئی۔ اور اس نے کہا میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں غلطی پر تھا۔ اب میں خطرات میں پڑ کر بھی آپ کو اس مقام پر پہنچا دونگا۔ جہاں کوئی اور شخص آپ کو نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اس وقت سمندر میں طوفان ہے۔ اور کوئی اور ملاح اس سمندر میں کشتی چلانے پر قادر نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے ہر قسم کے طوفانی خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس افسر کو اس کے مقام تک پہنچا دیا۔ جب

دنیوی قربانیوں کا یہ حال

ہے۔ تو جو شخص ایسے نازک اوقات میں جبکہ اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت خطرے میں ہے کوئی کمزوری دکھاتا یا اپنا سینہ تان کر آگے نہیں آتا۔ اس کا اپنے متعلق یہ امید رکھنا کہ ہم اسے مسلمان سمجھیں۔ یا خادم دین قرار دیں۔ یا اسے خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھنے والا سمجھیں کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ایسے وقت میں تو

ہر شخص کا فرض

ہوتا ہے۔ کہ وہ آگے آئے۔ اور پھر جو شخص آگے آئے اس کا دوسرا فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بے نیاز ہو جائے سارے تعلقات سے وہ بے نیاز ہو جائے سارے رشتہ داروں سے وہ بے نیاز ہو جائے ساری محبتوں سے اور

ایک ہی مقصود

اس کے سامنے رہ جائے۔ کہ میں نے اسلام کے لئے اپنی جان دینی ہے۔ میں نے قرآن کے لئے اپنی جان دینی ہے۔ میں نے احمدیت کے لئے اپنی جان دینی ہے۔ جس وقت یہ روح جماعت میں پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت اور صرف اس وقت ہماری جماعت کامیاب ہوگی۔ اور گو اس وقت ہم تھوڑے ہیں۔ گو ہم ذلیل اور حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ گو ادنےٰ سے ادنےٰ اقوام ہمیں آنکھیں دکھلانے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔

وہ مسلمان

جو سکھوں کی گھرکیوں سے ڈر جاتے ہیں۔ وہ مسلمان جو ہندوؤں کی گھرکیوں سے ڈر جاتے ہیں۔ وہ مسلمان جو عیسائیوں کی گھرکیوں سے ڈر جاتے ہیں۔ وہ بھی ہمیں غصہ سے

لال لال آنکھیں

نکال کر دکھاتے ہیں۔ اور

وہ حکومت

جو سکھوں سے ڈر جاتی ہے۔ وہ حکومت جو ہندوؤں سے ڈر جاتی ہے۔ وہ بھی اپنے سارے اختیارات قادیان کے احمدیوں کو ستانے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ روح ہماری جماعت اپنے اندر پیدا کر لے۔ تو نہ ہندو اسے ڈرا سکتے ہیں۔ نہ سکھ اسے ڈرا سکتے ہیں نہ مسلمان اسے ڈرا سکتے ہیں۔ نہ ہندوستان کے انگریز اسے ڈرا سکتے ہیں۔ نہ برطانیہ کے انگریز اسے ڈرا سکتے ہیں۔ نہ دنیا کی کوئی اور قوم اسے ڈرا سکتی ہے۔ کیونکہ

یہ روح

قوموں کو ایسی زندگی بخشتی ہے۔ ایسی طاقت بخشتی ہے۔ ایسی مضبوطی بخشتی ہے۔ کہ دنیا کی کوئی تلوار اس کو کاٹ نہیں سکتی۔ دنیا کی کوئی توپ اسکو مٹا نہیں سکتی۔ جو شخص

خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار

ہو جاتا ہے اسکو مارنے والا وجود آجتک دنیا میں پیدا نہیں ہوا اور قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔

احمدیہ کالج اور سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قیام

دوسری دو چیزیں۔ جن کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کالج اور سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا قیام ہے۔ میں پہلے بھی جماعت کو کالج کی طرف توجہ دلا چکا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں ابھی تک اس طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ جہاں تک کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے

لڑکوں کی طرف سے درخواستیں آنے کا سوال

ہے۔ وہ بھی ابھی توجہ طلب ہے۔ اور جہاں تک

کالج کے لئے روپیہ کا سوال

ہے وہ بھی ابھی بہت کم جمع ہوا ہے۔ آخری رپورٹ نظارت بیت المال کی طرف سے اس بارہ میں یہ تھی کہ بیاسی ہزار روپیہ کی رقوم اور وعدے آچکے ہیں۔ کچھ اور اطلاعات میرے پاس بھی آئی ہوئی ہیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے تو پچاسی ہزار کے قریب یہ رقم بن جاتی ہے مگر جو نیا اسٹیمیٹ لگایا گیا ہے اس کی بناء پر

دو لاکھ روپیہ خرچ کا اندازہ

ہے۔ اور رقم ابھی تک نصف بھی جمع نہیں ہوئی اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی جماعت کا بہت سا حصہ ایسا رہتا ہے۔ جس نے اس چندہ میں حصہ نہیں لیا۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ جس رفتار سے اس تحریک میں حصہ لیا گیا ہے وہ بہت ہی سست ہے۔ میں نے

مجلس شوریٰ میں

جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور بعد میں بھی مختلف مواقع پر میں توجہ دلاتا رہا ہوں۔ مگر مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر یہ ضروری امر ہے۔ اسی قدر جماعت نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور اس کیطرف توجہ کرنے میں بہت بڑی سستی سے کام لیا ہے۔ پہلے سال کالج پر دو لاکھ روپیہ خرچ کا اندازہ ہے اس کے بعد

تیس چالیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ

آئے گا۔ میں نے بتایا تھا کہ یورپ کے فلسفہ کی

اس وقت اسلام کے ساتھ ایک عظیم الشان جنگ جاری ہے اور اس فلسفہ کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں کہیں خدا کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے جاتے ہیں۔ کہیں ملائکہ کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے جاتے ہیں کہیں روح کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے جاتے ہیں۔ کہیں مرنے کے بعد کی زندگی کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے جاتے ہیں غرض نت نئی قسم کے شبہات اور وساوس ہیں جو لوگوں کے قلوب میں پیدا کر کے ان کو اسلام اور ایمان سے برگشتہ کیا جاتا ہے اس زہر کے ازالہ کا بہترین طریق یہی ہے کہ وہ کالج جن میں یورپ کا یہ فلسفہ پڑھایا جاتا ہے انہی کالجوں میں ایسے پروفیسر مقرر کئے جائیں۔ جو دین کو سیکھنے اور اس پر غور کرنے والے ہوں۔ اور ان کا یہ کام ہو کہ وہ دن رات اس جستجو میں رہیں کہ ان شبہات کا کس طرح ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ جن کو

یورپ کا موجودہ فلسفہ

لوگوں کے قلوب میں پیدا کر رہا ہے۔ پھر ہمارا کام ہو گا کہ ہم ان پروفیسروں کو بلائیں۔ ان کے دلائل سنیں۔ انہیں ہدایات دیں۔ ان کے علوم میں دلچسپی لیں اور ایسے دلائل مہیا کریں جن سے یورپ کے اس زہر کا ازالہ ہو سکے۔ اور

قرآن کی حکومت دنیا پر

قائم ہو۔ مگر ایسے مواقع قادیان سے باہر ہندوستان کے کسی کالج میں میسر نہیں آسکتے۔ بلکہ ہندوستان کیا ساری دنیا میں کوئی ایسا کالج نہیں جہاں ان شبہات کے تدارک کا سامان ہو۔ مشنری یا باہر کسی قسم کے کالج ہیں۔ مگر ان کالجوں کی غرض یورپ کے ان پیدا کردہ شبہات کو دور کرنا نہیں بلکہ ان شبہات کی تائید کرنا اور ان وساوس میں اور ہزاروں لوگوں کو مبتلا کرنا ہے۔ اگر

مسلمانوں کا کوئی کالج

ہے۔ تو اس کے پروفیسر بھی ایسے ہیں جو خود ان شبہات میں مبتلا ہیں اور وہ اسلام کی فوقیت یورپ کے موجودہ فلسفہ پر ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کی اس طرف توجہ ہی نہیں پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو دینی علوم سے واقفیت رکھتے ہوں۔ مگر بیرونی دنیا میں وہ خود انگریزی دان طبقہ کے تابع ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ ایسی نہیں جہاں دین کے لوگ حاکم ہوں۔ اور انگریزی دان ان کے محکوم ہوں۔

ساری دنیا میں صرف قادیان

ہی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں وہ لوگ جو دین کے نگران ہیں وہ تو حاکم ہیں۔ لیکن انگریزی دان اور پروفیسر ان کے ماتحت ہیں۔ یہ ایک ایسی

امتیازی خصوصیت

ہے جو دنیا میں اور کسی مقام کو حاصل نہیں۔ پس جہاں اور سوسائٹیوں اور جماعتوں کا مقصد اول یہ ہوتا ہے کہ وہ یورپ کے فلسفہ کی اسلام پر فوقیت ثابت کریں۔ وہاں

ہماری جماعت کا مقصد اول

یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی حکومت دنیا میں قائم کرے اور یورپ کے فلسفہ کا جھوٹا ہونا ثابت کرے۔ اس لئے ہماری ہدایت کے ماتحت جو پروفیسر کام کریں گے۔ درحقیقت وہی ہیں جو یورپ کے پیدا کردہ شبہات کا ازالہ کر سکیں گے

خدا تعالیٰ کی حکمت

ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک میری اس طرف توجہ ہی نہیں ہوئی کہ قادیان میں ہمارا اپنا کالج ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایسا ہوا کہ بعض لوگوں نے کالج کے قیام کے متعلق کوشش بھی کی تو میں نے انہیں کہا کہ ابھی اس کی ضرورت نہیں۔ کالج پر بہت روپیہ خرچ ہو گا۔ لیکن پچھلے سال مجلس شوریٰ کے موقع پر بحث کے بعد یکدم جب بعض دوسرے لوگوں نے تحریک کی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک پیدا کر دی کہ واقعہ میں قادیان میں جلد جلد ہمیں اپنا کالج کھول دینا چاہیئے۔ حالانکہ اس وقت تک نہ صرف اس تحریک کا میرے دل میں کوئی خیال نہیں تھا۔ بلکہ جب بھی کسی نے ایسی تحریک کی میں نے اس کی مخالفت کی لیکن اس وقت یکدم خدا تعالیٰ نے میرے دل میں اس خیال کی تائید پیدا کر دی اور نہ صرف تحریک پیدا کی بلکہ بعد میں اس تحریک کے

فوائد اور نتائج

بھی سمجھا دیئے۔ ہمارا کالج درحقیقت دنیا کی اس زہر دل کے مقابلہ میں ایک تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ جو دنیا کے مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں سائنس اور فلسفہ اور دوسرے علوم کے ذریعہ پھیلائی جا رہی ہیں۔ مگر اس زہر کے ازالہ کے لئے خالی فلسفہ اور دوسرے علوم کام نہیں آسکتے۔ بلکہ اس غرض کے لئے عملی نتائج کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایک کثیر حصہ سائنس کی ایجادات سے دھوکا کھا گیا ہے۔ اور وہ یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ سائنس کے مشاہدات اور قانون قدرت کی فعلی شہادات

اسلام کو باطل

ثابت کر رہی ہیں۔ اسی لئے کالج کے ساتھ ایک سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کی گئی ہے۔ تاکہ بیک وقت ان دونوں ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کفر پر حملہ کیا جا سکے۔ اس انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر بھی دو لاکھ روپیہ خرچ ہو گا۔ پہلے سال کا خرچ تو اسی۔ نوے ہزار کے قریب ہے لیکن اگلے سال جب عمارت کو مکمل کیا جائے گا اور سائنس کا سامان اکٹھا کیا جائے گا۔

کم سے کم دو لاکھ روپیہ

خرچ ہو گا۔ پھر سالانہ ستر اسی ہزار کے خرچ سے یہ کام چلے گا۔ اس کام کو چلانے کیلئے ہمیں قریباً بیس آدمی ایسے رکھنے پڑیں گے جنہوں نے سائنس کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کی ہو۔ گویا کالج سے بھی زیادہ عملہ اس غرض کے لئے ہمیں رکھنا پڑے گا۔ کچھ عرصہ کے بعد امید ہے کہ یہ انسٹی ٹیوٹ خود روپیہ مہیا کرنے کے قابل بھی ہو سکے گی۔ کیونکہ اس ادارہ میں جب علوم سائنس کی تحقیق کی جائے گی۔ تو ایسی ایجادات بھی کی جائینگی جو تجارتی دنیا میں کام آسکتی ہیں۔ یا صنعت حرفت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان ایجادات کو دنیا کے تجارتی اور صنعتی اداروں کے پاس فروخت کیا جائیگا۔ ہم ان اداروں سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے محکمہ نے یہ یہ ایجادات کی ہیں اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو خرید لو۔ اس طرح جو روپیہ آئے گا۔ اس کے ذریعہ اس کام کو انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جا سکے گا۔ اسی طرح میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ سائنس کی جو ایجادات ایسی مفید ہوں کہ جماعت ان کو اپنے خرچ پر جاری کر سکتی ہو۔ وہ ایجادات ہم اپنے ہاتھ میں رکھیں گے اور جماعتی خرچ سے ان کو دنیا میں

فروغ دینگے۔ جیسے

ہوزری کا کارخانہ

ہے۔ اس نے ایک لمبے عرصہ تک نقصان اٹھایا۔ مگر اب وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے قریباً سو فیصدی نفع دے سکتا ہے۔ تیس فیصدی نفع تو دے بھی چکا ہے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ایجادات کے ذریعہ بھی سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے بہت کچھ روپیہ جمع ہونا شروع ہو جائیگا انگلستان جو

ساری دنیا کی دولت پر قبضہ

کئے ہوئے ہے۔ اس نے اسی طرح دولت کمائی ہے۔ کہ اس میں دو کمپنیاں ایسی پیدا ہوگئیں۔ جو غیر ملکوں میں چلی گئیں۔ اور انہوں نے اپنا کاروبار شروع کردیا۔ ایک امریکہ میں چلی گئی اور دوسری ہندوستان میں آگئی۔ ہندوستان کی کمپنی زیادہ ترقی کر گئی۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ ان دو کمپنیوں کی وجہ سے انگلستان نے کئی ملکوں کی حکومت پر قبضہ کرلیا۔ حالانکہ انگلستان کی آبادی

بنگال کی آبادی سے بھی

کم ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اسکی آبادی اس قدر کم ہے۔ اس نے ہندوستان پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس نے افریقہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نے آسٹریلیا پر بھی قبضہ کرلیا۔ جو ہندوستان سے دوگنا ملک ہے۔ اسی طرح اور سینکڑوں نہیں ہزاروں چھوٹے بڑے جزیروں اور ملکوں کو اپنے زیر نگیں کرلیا۔ اسوقت جب انگلستان کی دو کمپنیاں غیر ملکوں میں تجارت کیلئے گئی تھیں۔ کوئی شخص یہ خیال بھی کرسکتا تھا۔ کہ انگلستان اس ذریعہ سے اپنے علاقہ سے

کئی سو گنے زیادہ علاقہ پر

اور اپنی آبادی سے دسیوں گنے زیادہ آبادی پر حکومت کرلیگا۔ انگلستان کی ساری آبادی چار کروڑ ہے۔ لیکن اگر انگلستان کی رعایا کی آبادی دیکھی جائے۔ جو دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ تو وہ اسّی کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ گویا آبادی کے لحاظ سے اس نے

بیس گنا آبادی

کو اپنے ماتحت کرلیا۔ اور رقبہ کے لحاظ سے اپنے ملک سے کئی سو گنے زیادہ رقبہ پر قبضہ کرلیا۔ مگر یہ بات ان کو کس طرح نصیب ہوئی۔ اسی طرح کہ وہ دنیادار لوگ تھے۔ انہوں نے کہا۔ اگر ہم دنیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارا کام یہی ہے۔ کہ ہم دنیا کمانے کے لئے صحیح طریق اختیار کریں اور پھر اپنی جد و جہد اور کوشش کو کمال تک پہنچا دیں۔ لیکن ہمارا کام

دین کی تقویت

کرنا۔ اور اسلام کی بنیادوں کو ایسا مضبوط بنانا ہے کہ آئندہ کسی دشمن کو اس پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ پس اگر وہ دنیا میں اس طرح مصروف ہوگئے تھے کہ انہیں اپنے سر پیر کی بھی ہوش نہیں رہی تھی۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم

دین کی ترقی

کے لئے ان امور کی طرف ایسی توجہ کریں۔ کہ اسلام اور قرآن کی اشاعت کے سامان بھی پیدا ہو جائیں۔ جماعت میں کام کرنے کی عادت بھی پیدا ہو جائے۔ اسے محنت و مشقت کا برداشت کرنا بھی دوبھر معلوم نہ ہو۔ اور وقت کو ضائع کرنے کی عادت بھی اس سے جاتی رہے۔ دنیا میں جس قدر سائنس کی انسٹی ٹیوٹ ہیں۔ ان کے موجد اسلئے ایجادات کرتے ہیں۔ کہ تا اسلام تباہ ہو۔ اور یورپ کا فلسفہ دنیا پر غالب آئے۔ مگر ہمارے موجد اسلئے ایجادات کریں گے۔ تاکہ کفر تباہ ہو۔ اور اسلام یورپ کے فلسفہ اور یورپ کے تمدن پر غالب آجائے۔

یہ لڑائی ہے

جو اسلام اور یورپ میں جاری ہے۔ یہ لڑائی ہے جو احمدیت اور یورپ کا فلسفہ آپس میں لڑنے والے ہیں۔ اگر وہ اس طرف لگے ہوئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کو اس کے کلام کے خلاف پیش کریں۔ تو ہم اس طرف لگے ہوئے ہیں۔ کہ

خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

کو اسکے کلام کی صداقت اور تائید میں پیش کریں۔ اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہ اگر کوئی خدا ہے۔ اور یقیناً ہے۔ اگر دنیا کو اس نے پیدا کیا ہے اور یقیناً اسی نے پیدا کیا ہے۔ اگر قانون قدرت اس کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اور یقیناً اس کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ تو یقیناً نیچر سے جو کچھ ظاہر ہوگا۔ قرآن کی تائید میں ہی ظاہر ہوگا۔ اسلام کی تائید میں ہی ظاہر ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں ہی ظاہر ہوگا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی قولی شہادت کچھ اور کہہ رہی ہو۔ اور اس کی فعلی شہادت کچھ اور کہہ رہی ہو۔ اگر دشمن خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق سے خدا تعالیٰ کے کلام کے خلاف استنباط کر رہا ہے۔ اگر وہ سائنس کے بل بوتے پر خدا کا کلام اس کی فعلی شہادت کی روشنی میں غلط ثابت کرنا چاہتا ہے۔ تو چونکہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خدا کی فعلی شہادت اس کے کلام کے خلاف ہو۔ اسلئے ہمیں اس بات پر

کامل یقین

ہے کہ سائنس کے ذریعہ ہمیں ایسے علوم عطا کئے جائینگے کہ اب ... کو اس مقابلہ میں سوائے پیٹھ دکھانے کے اور کوئی چارہ نہیں رہیگا۔ پس ہمارے لئے اس میدان میں کود کر دشمن پر فتح پانا بہت زیادہ آسان اور بہت زیادہ ممکن الحصول ہے۔ کیونکہ اس میدان میں ہم اکیلے نہیں جاتے۔ بلکہ خدا کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہوتی ہے۔

جب مکہ فتح ہوا

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوقت جن لوگوں کے قتل کئے جانیکا حکم دیا تھا۔ ان میں ایک ہندہ بھی تھی۔ کیونکہ اس نے لوگوں کو روپے دے دے کر کئی مسلمان مروا ڈالے تھے۔ مگر ہندہ بڑی ہوشیار عورت تھی۔ اسے جب اس حکم کا علم ہوا۔ تو اس نے چادر اوڑھ لی اور ان عورتوں کے ساتھ مل کر جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لئے آئی تھیں۔ آپکی بیعت کرنی شروع کردی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ ان عورتوں میں ہندہ بھی بیٹھی ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے لیتے اس مقام پر پہنچے۔ کہ تم اقرار کرو ہم کبھی شرک نہیں کریں گی۔ تو

ہندہ سے نہ رہا گیا

اور کہنے لگی۔ یا رسول اللہ کیا اب بھی آپ سمجھتے ہیں۔ ہم شرک میں گرفتار رہینگی۔ ساری قوم ہمارے ساتھ تھی۔ اور آپ اکیلے تھے۔ ہمارے پاس دولت تھی لیکن آپ کے پاس دولت نہ تھی۔ ہمارے پاس جتھہ تھا۔ لیکن آپ کے پاس جتھہ نہ تھا۔ ہمارے پاس سپاہی تھے۔ لیکن آپ کے پاس کوئی سپاہی نہ تھا۔ پھر ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے ساتھ ہمارے بت ہیں جو ہمارے خدا ہیں۔ لیکن آپ کے ساتھ کوئی خدا نہیں۔ گویا ہم اپنے آپ کو خدا والا۔ اور آپ کو خدا کی مدد سے محروم قرار دیتے تھے۔ ہم سب نے آپ کا مقابلہ کیا۔ اور متواتر اور مسلسل مقابلہ کیا۔ مگر یا رسول اللہ ہر میدان میں آپ نے ہمیں پیٹا۔ ہر میدان میں آپ نے ہمیں لتاڑا۔ ہر میدان میں ہمیں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ آپ ایک سے دو۔ اور دو سے چار۔ اور چار سے ... دس سے سو۔ اور سو سے ہزار۔ اور ہزار سے دس ہزار ہوئے اور ہم دس ہزار سے چار ہزار۔ چار ہزار سے دو ہزار۔ دو ہزار سے ایک ہزار اور ایک ہزار سے چند سو ہوئے۔ اور پھر آخر میں یہاں تک ذلیل اور خوار ہوئے۔ کہ اب ہمیں ندامت اور شرمندگی کے ساتھ آپ کے پاس آنا پڑا۔ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہمارے دل میں

اسلام کی صداقت کے متعلق کوئی شبہ

رہ سکتا ہے۔ اور کیا اب بھی ہمیں بتوں کی طاقت کا کوئی یقین ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہندہ ہے۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ ہندہ تو ہوں۔ مگر

مسلمان ہندہ

ہوں۔ کافر ہندہ نہیں۔ اب میں کلمہ پڑھ چکی ہوں۔ اور آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کا جواب سنکر مسکرائے، اور خاموش ہوگئے۔ تو دیکھو ہندہ نے اسلام کی صداقت کے متعلق اس وقت کیا ہی

لطیف جواب

دیا۔ یہی جواب ہم آج بھی دے سکتے ہیں۔ کہ اگر دنیا کی پیدائش کا یہ سلسلہ۔ اگر دنیا کا ذرہ ذرہ۔ اگر دنیا کے کوئلے اور تارکول اور کیمیائی مرکبات۔ اور گرمی سردی کا اثر۔ اگر

اگر میٹر کا پھیلنا اور تنگ ہونا - اگر ستاروں اور سورج اور چاند کی شعاعیں اور اُن کے اثرات جو خدا نے پیدا کئے ہیں - ان سے یورپ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے یا جہالت کی وجہ سے یا شرارت اور فتنہ و فساد کی نیت سے ایسے دلائل اخذ کر سکتا ہے - جو خدا کے کلام کو لوگوں کی نگاہوں میں باطل ٹھہرانے والے ہوں تو کیا اگر مسلمان سچے دل سے

کائنات عالم

کے اس سلسلہ پر غور کریں گے تو یہ سورج اور یہ چاند اور یہ ستارے اور یہ کیمیکل اجزاء اور یہ گرمی اور سردی کے اثرات اور یہ مادے کا پھیلنا اور تنگ ہونا - جن کا خالق خدا ہے - جن کا مالک خدا ہے جن کو نیست سے ہست میں لانے والا خدا ہے - اس کی صفات کو کائنات کا یہ ذرہ ذرہ اسی طرح ظاہر نہیں کرے گا - جس طرح سورج اور چاند اور ستارے اپنی روشنی ظاہر کر رہے ہیں - اگر کافروں کے ہاتھ میں یہ چیزیں بولنے لگ جاتی ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ

دنیا کا ایک ایک ذرہ

ہمارے ہاتھ میں آ کر خدا کی تائید میں نہ بولنے لگ جائے - بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جس طرح یہ چیزیں ہمارے ہاتھ میں ایک سال کے اندر اندر بول سکتی ہیں - یورپ کے ہاتھ میں اس طرح ننانوے سال میں بھی نہیں بول سکتیں - کیونکہ یورپ ان چیزوں سے جھوٹی گواہی دلوانا چاہتا ہے اور جھوٹی گواہی دلوانا مشکل ہوتا ہے - لیکن ہم ان چیزوں سے سچی گواہی دلوائیں گے - اور سچی گواہی دلوانا بہت آسان ہوتا ہے - پس یہ

دو بہت بڑے کام

ہیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں - یہاں تک یورپ کے فلسفہ پر اسلامی احکام کی فوقیت کو ثابت کرنے کا مسئلہ ہے ہم نے کالج کی داغ بیل رکھدی ہے - لیکن ابھی ہم نے اس کالج کو ڈگری کالج بنانا ہے - پھر ایم اے تک پہنچانا ہے پھر ڈاکٹری تعلیم کا اس میں انتظام کرنا ہے - پس بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے اور

بہت بڑی قربانیاں

ہیں جن میں ہماری جماعت نے ابھی حصہ لینا ہے - یہی وجہ ہے کہ میں بار بار قربانیوں کی تحریک کر رہا ہوں اور بار بار جماعتوں سے کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنا پنا بوں کا جائزہ لیں

صدق و وفا

کا وہ نمونہ دکھائیں - جو اسلام کے احیاء کیلئے

ضروری ہے - ہشیار یہ سال قربانیوں کا سال ہے - گر یاد رکھو قربانیوں کے سال انسانوں پر کبھی کبھی آتے ہیں - اور یہ دن خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے ہی نصیب ہوا کرتے ہیں - اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کے لئے

رزق کی فراوانی

کا یہ سامان پیدا کیا ہوا ہے کہ جنگ ہو رہی ہے اور انہیں پہلے سے زیادہ مال حاصل ہو رہا ہے پس جنگ کی وجہ سے جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ مال مل رہا ہے - تو تمہارا یہ بھی فرض ہے کہ اس مال کو زیادہ سے زیادہ

خدا کی راہ میں خرچ کرو -

ورنہ دنیا میں کسی کے پاس مال نہیں رہا - اگر کوئی شخص خدا کے لئے اپنے مال کو خرچ نہیں کریگا تو اسے اپنی اولاد کے لئے یا مکان کے لئے یا بیماریوں کے علاج کے لئے اس مال کو خرچ کرنا پڑے گا - پھر کیا بدقسمت ہے وہ انسان جسے خدا کے لئے تو اپنا مال خرچ کرنے کی توفیق نہ ملی مگر دنیا کے لئے اس نے اپنا مال خرچ کر دیا

پس اب موقع ہے کہ تم آگے بڑھو - اور اپنی خوشی سے خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو قربان کر دو - اگر تم خوشی سے اپنے اموال خدا کی راہ میں نہیں لٹاؤ گے - تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض دفعہ انسان

بڑی بڑی مشکلات

میں مبتلا کر دیا جاتا ہے - پس تم خوشی سے اپنے اموال قربان کرو - تا کہ خدا تم کو بھی ایسی تکلیف میں نہ ڈالے - جس پر روپیہ الگ خرچ ہو - اور تمہیں الگ مصیبت برداشت کرنی پڑے - بعض دفعہ گھروں میں بیماریاں آ جاتی ہیں - تو پانی کی طرح روپیہ بہانا پڑتا ہے - اگر وہی روپیہ انسان اپنی خوشی سے خدا کی راہ میں دے دے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُسے آنے والی بیماریوں سے بھی بچا لیتا ہے - یا اگر بیماری نہیں آتی تو بعض دفعہ کوئی مقدمہ بن جاتا ہے - اور اس پر روپیہ خرچ ہونا شروع ہو جاتا ہے - یا کسی سے لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے - اور اس میں روپیہ برباد ہو جاتا ہے پس میں

ایک دفعہ پھر

جماعت کو ان دونوں امور کی طرف توجہ دلاتا ہوا میں نے ابھی سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی طرف جماعت کو چندہ کے لئے توجہ نہیں دلائی - اور نہ اس وقت میرا منشاء ہے کہ

کسی چندہ کی تحریک کرتا ہے - میں نے صرف یہ کہا ہے کہ یہ دو کام ایسے ہیں جو یورپ کی دہریت کے رد کے سامان اپنے اندر رکھتے ہیں - سامان تو سب قرآن مجید میں موجود ہیں - مگر ہمارا کام یہ بھی ہے کہ ہم قانون قدرت کو اس کے کلام کی تائید میں بطور گواہ پیش کریں - اور لوگوں کو بتائیں کہ خدا کے قول اور فعل میں کوئی تخالف نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو دیکھ لو آپ نے جہاں اسلامی مسائل کی فوقیت ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیات پیش کی ہیں - وہاں آپ نے

قانون قدرت

سے بھی دلائل پیش کئے ہیں - اور فرمایا ہے کہ خدا کے کلام کی سچائی کا ثبوت خدا کا فعل ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خدا کا قول اور ہو اور اس کا فعل کچھ اور ظاہر کر رہا ہو - ہمارا کام بھی یہی ہے کہ ہم خدا کی فعلی شہادت اسلام اور احمدیت کی تائید میں کالج اور سائنس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کریں - یہی مقصد کالج کے قیام کا ہے اور یہی مقصد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کا ہے - جن میں اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے تعلیم کے ماتحت دین کی تائید کو مدنظر رکھتے ہوئے نیچر پر غور کیا جائے گا - تا کہ ہم اسلام کی سچائی کی عملی شہادت دنیا کے سامنے پیش کر سکیں اور یورپ کے لوگوں سے کہہ سکیں کہ آج تک تم نیچر اور اس کے ذرات کی گواہی قرآن کے خلاف پیش کرتے رہے ہو مگر یہ بالکل جھوٹ تھا - تم دنیا کو دھوکا دیتے رہے ہو - تم جھوٹ بول کر لوگوں کو ورغلاتے رہے ہو - آؤ ہم تمہیں دکھائیں کہ

دنیا کا ذرہ ذرہ

قرآن اور اسلام کی تائید کر رہا ہے - اور نیچر اپنی عملی شہادت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لاامتیازی کا اعلان کر رہا ہے یہ کام بہت مشکل ہے - یہ کام بہت لمبا ہے سلسلہ اور اس کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے ابتدائی کام کے لئے بیس ایم ایس سی ایسے درکار ہوں گے - جو رات اور دن اس کام میں لگے رہیں اور اسلام کی تائید کے لئے نئی سے نئی تحقیقاتیں کرتے رہیں - میں نے بتایا ہے کہ اس کام پر ستر ہزار سے ایک لاکھ روپیہ تک سالانہ خرچ ہوگا - اور شروع میں کم سے کم اس غرض کے لئے دو لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی -

یورپ میں تو دو دو چار چار کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے ایسے کاموں کا آغاز کیا جاتا ہے اور ممکن ہے ہمیں بھی زیادہ روپیہ خرچ کرنا پڑے مگر ہم امید رکھتے ہیں کہ آہستہ آہستہ یہ انسٹی ٹیوٹ اپنی آمد خود پیدا کرے گی اور مستقل اخراجات کے لئے چندہ کی ضرورت نہیں رہے گی -

سردست

میں نے اس کا سارا بوجھ تحریک جدید پر ڈال دیا ہے جماعت سے کوئی علیحدہ چندہ کا مطالبہ نہیں کیا - میں اس وقت صرف کالج کے لئے جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں - کہ اپنے لڑکے کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجو - اور کالج کے اخراجات کے لئے روپیہ بھی دو - ابھی تک لڑکے نسبتاً کم آئے ہیں - اور چندہ بھی ضرورت سے بہت تھوڑا اکٹھا ہوا ہے - اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی کو دور کرے اور تمہارے لئے بھی اور میرے لئے بھی اپنے فضلوں کے دروازے کھول دے *

انجمن ہائے احمدیہ صوبہ بنگال کی اطلاع کیلئے ضروری اعلان

مندرجہ ذیل احباب کو انجمن ہائے احمدیہ صوبہ بنگال کی انجمنوں کے لئے زعیم انصار اللہ مقرر کیا گیا ہے - احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان کے فرائض منصبی کی سرانجام دہی میں ان کے ساتھ تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں -

میاں اکرام الدین صاحب زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ بنگال
سید عبدالرزاق صاحب " " " مدکیل "
ماسٹر عبدالرحمن صاحب " " " برہمن بڑیہ "
میاں غالب علی صاحب " " " شہباز پور "
ماسٹر وزیر علی صاحب " " " کشن پور "
میر عثمان علی صاحب " " " سرائیل "
میاں رفیق اللہ صاحب بیکار " " " [illegible] "
میاں اظہر علی صاحب (قیام کمپ ٹکٹ کلکٹری اے ریلوے) " " " کسردر "
الشیر الدین صاحب " " " لستا پور "
مولوی عباس علی صاحب مختار " " " باگرا "
میاں محی الدین احمد صاحب " " " دگمبور "
مولوی ابوالحسن صاحب " " " نیری کونہ "
میاں عبداللطیف صاحب " دفتر انگریزی [illegible] "
ایم عبدالصمد صاحب " زعیم انصار اللہ ڈھاکہ "
ایم عبدالحق صاحب " " " برہمن بڑیہ "

[illegible] ممبر انصار اللہ [illegible]

غرباء کیلئے غلہ کا جلد انتظام فرمایئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس سال غرباء کے لئے کم از کم دو ہزار من پختہ غلہ گندم کی ضرورت ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ جلد سے جلد یہ مقدار پوری کر دیں۔

۲۶ چھبیسواں یوم وقار عمل

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام چھبیسواں یوم وقار عمل بروز جمعہ باب الانوار سے قادر آباد کو جانے والی سڑک پر منایا گیا۔ تمام خدام اور انصار اللہ نے صبح ۶ بجے سے ۱۰ بجے تک کام کیا۔ اور قریباً دو ہزار مکعب فٹ مٹی ڈال کر سڑک تیار کی۔ اس کے علاوہ قریباً نصف میل لمبی سڑک جو کئی جگہ سے مرمت طلب تھی۔ درست کی۔ جناب ... عبد المغنی خان صاحب نے انصار اللہ کو تحریک کی۔ کہ وقار عمل میں زیادہ سے زیادہ ... شریک ہوا کریں۔

خاکسار ظہور احمد مہتمم وقار عمل

... ملازمتیں اور معقول تنخواہیں

دہلی میں محکمہ جنگ کو کلرکوں ... ٹائپسٹوں کی فوری ضرورت ہے ... پاس طلباء کے لئے نادر موقعہ ہے ... نہ جانتا ہو۔ تو اُسے سکھایا ... عام کلرکوں کی تنخواہ -/۷۵ روپیہ ... سالانہ ترقی ہو -/۱۰۰ روپیہ تک ... سٹینو اور ٹائپسٹ کی تنخواہ -/۱۲۵ روپے ... اور -/۳۰۰ روپے تک جائیگی۔ میٹرک پاس احمدی نوجوانوں کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خواہشمند طلباء ایک ہفتہ کے اندر اندر قادیان پہنچ جائیں۔ ان نوکریوں کو ہندوستان میں ہی رہنا ہوگا۔

ناظر امور عامہ۔

امسال میٹرک پاس کرنیوالے واقفین

جن زندگی وقف کنندہ طلباء نے اس سال پورا میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور ان کا انٹرویو نہیں ہوا۔ وہ یکم جون سے پہلے پہلے انٹرویو کے لئے فوراً قادیان پہنچ جائیں۔ انچارج تحریک جدید

تلاش گمشدہ

ایک کشمیری لڑکا جو یتیم ہے۔ کچھ دنوں سے لاپتہ ہے۔ حلیہ حسب ذیل ہے۔ لڑکے کا نام عبد الرشید ہے۔ عمر دس بارہ سال رنگ سرخ و سفید۔ سر کسی قدر لمبوترا۔ پیشانی تنگ اور اس پر گنج کے نشانات۔ قد چھوٹا جسم سڈول بھرا ہوا۔ آنکھیں موٹی۔ اگر کسی صاحب کو پتہ لگے۔ تو براہ کرم اسے دفتر خدام الاحمدیہ میں یا حضرت مولوی شیر علی صاحب کے پاس پہنچا دیں۔ آمد و رفت کے سب اخراجات ادا کر دیئے جائیں گے۔

معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

ملک عبد الرحمن صاحب خادم کی علالت

گجرات ۲۸ رمئی۔ آج بخار کا تیسواں دن ہے۔ بخار لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ کل زیادہ سے زیادہ ٹمپریچر ۱۰۰ تھا۔ بخار ابھی تک نہیں اترا۔ احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم دردِ دل سے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ (خاکسار ملک برکت علی)

ٹرینڈ گریجوایٹ استانی کی ضرورت

جامعہ نصرت کیلئے ایک ٹرینڈ گریجوایٹ استانی کی ضرورت ہے۔ جو کالج کلاسز کو انگریزی پڑھا سکے۔ تنخواہ اور گریڈ گورنمنٹ کے مطابق دیا جائیگا۔ پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ کی بھی سہولت موجود ہے۔ قادیان میں رہائش کی خواہشمند خواتین کیلئے اچھا موقع ہے۔ درخواستیں مع تصدیق مقامی امیر یا پریذیڈنٹ بہت جلد نظارت ہذا میں بھجوا دی جائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لکھنؤ ۲۹ رمئی۔ چارباغ ریلوے سٹیشن پر ایک مال گاڑی میں پٹرول کے ۲۲ بیرل لدے ہوئے تھے۔ کہ کسی نامعلوم وجہ سے آگ لگ گئی۔ بڑے زور کے کئی دھماکے ہوئے۔ ریلوے جائیداد کو کافی نقصان پہنچا۔ آگ بجھانے والے عملہ کے آٹھ اشخاص زخمی ہوگئے۔

امرتسر ۲۹ رمئی۔ لاہور کے ناخوشگوار واقعات کی وجہ سے یہاں بھی نقص امن کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے حکام نے ایک ہفتہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر کے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی ہے۔

دہلی ۲۹ رمئی۔ جمعیۃ العلماء کا اجلاس یہاں ختم ہو گیا۔ کئی ریزولیوشن پاس کئے گئے جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اتحادیوں کو عراق و ایران سے اپنی فوجیں نکال لینی چاہئیں۔ اور ان ممالک کی آزادی کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

لنڈن ۲۹ رمئی۔ اٹلی میں اس وقت جو لڑائی ہو رہی ہے اسکے متعلق نامہ نگاروں کی رائے ہے۔ کہ افریقہ کی لڑائی کے بعد یہ سب سے بڑی لڑائی ہے۔ نیز کہا جاتا ہے۔ کہ روم کے قریب جو لڑائی ہوگی وہ ایسی شدید ہوگی۔ کہ خون کی ندیاں بہ جائیں گی۔

سٹاک ہالم ۲۹ رمئی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ برلن کے قریب جرمنوں نے قیدیوں کا ایک ایسا کیمپ قائم کر رکھا تھا۔ جو بین الاقوامی قواعد کے مطابق رجسٹرڈ نہ تھا۔ اس کیمپ میں ۲ سو اتحادی قیدی مشتبہ حالت میں مر گئے ہیں۔ حکومت برطانیہ اس واقعہ کی تحقیقات کرا رہی ہے۔

لنڈن ۲۹ رمئی۔ اٹلی میں اتحادی فوجوں کے دشمن پر دباؤ کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ ڈنمارک میں اتحادیوں کا حملہ روکنے کے لئے جو سات ڈویژن فوج جمع ہے۔ اس میں سے ایک ڈویژن اٹلی بھیج دیا گیا۔

واشنگٹن ۲۹ رمئی۔ دو روز ہوئے جو اتحادی فوج جزیرہ بیاک میں اتری تھی۔ اتحادی طیارے اسے کافی مدد دے رہے ہیں۔ کل انہوں نے جاپانی فوجوں اور رسد کے ذخیروں پر بڑے زور کے حملے کئے۔ جاپانی طیاروں نے بالکل معمولی مقابلہ کیا۔ اس علاقہ میں جو جاپانی فوجیں گھر گئی ہیں۔ وہ اب بہت سی ٹولیوں میں منتشر ہو چکی ہیں۔ اور خوراک وغیرہ کی تلاش میں ادھر ادھر ماری ماری پھر رہی ہیں۔

لنڈن ۳۰ رمئی۔ کل تین ہزار سے زیادہ امریکن بمباروں نے برطانیہ اور اٹلی کے اڈوں سے اڑ کر پولینڈ۔ جرمنی اور آسٹریا میں دشمن کے کارخانوں پر حملے کئے۔ پولینڈ میں دو اور جرمنی میں پانچ طیارہ ساز کارخانوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ سو جرمن فائٹر کام آئے۔ اور ۳۵ امریکن بمبار اور ۱۱ فائٹر بھی واپس نہ آ سکے۔ سات امریکن بمبار سویڈن میں اترنے پر مجبور ہوئے۔

لنڈن ۳۰ رمئی۔ جوں جوں اتحادی فوجیں روم پر بڑھ رہی ہیں۔ جرمن مزاحمت شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ چپہ چپہ زمین کے لئے کٹ کٹ کر مر رہے ہیں۔ اب اتحادی فوج ولامنٹولے سے ایک میل سے بھی کم فاصلہ پر ہے۔ لیاری کی وادی سے نکلنے والی جرمن فوج اس رستہ سے ہٹ سکتی ہے۔ اب اتحادی فوجیں ولٹری ولامنٹولے لائن میں کئی جگہ دراڑیں ڈال چکی ہیں۔ اور بعض جگہ وہ روم سے صرف سولہ میل ہیں۔ دسویں جرمن فوج کے بہت بڑے حصہ کے گھر جانے کا امکان ہے۔ نئے حملہ میں اب تک تین ڈویژن جرمن فوج کا صفایا کیا جا چکا ہے۔ اور ۱۵ ہزار جرمن پکڑے جا چکے ہیں۔

لنڈن ۳۰ رمئی۔ چینی و امریکن فوجوں نے مچینا کے شہر کو پوری طرح گھیر رکھا ہے۔ اور اس کے ۱/۳ حصہ پر قابض ہیں۔ موسلا دھار بارش کے باوجود دشمن ڈٹ کر مقابلہ کر رہا ہے۔ فوج بردار طیارے اپنی فوجوں کو رسد اور سامان برابر پہنچا رہے ہیں۔ جنرل سٹلول خود مچینا ہو آئے ہیں۔

کوہیما کے شمال میں اتحادی دستوں نے ایرادوری کی پہاڑی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

رہتک ۳۰ رمئی۔ سر چھوٹو رام نے کل یہاں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ بعض خود غرض لوگوں نے ذاتی مفاد کی خاطر مذہب خطرہ میں ...